فتح مکہ میں آنحضرت ﷺ کا سیاسی کردار

Political role OF Holy Prophet (PBUH) in the conquest of Makkah

ڈاکٹر طاہرہ بتول*
ڈاکٹر ڈیشان**

ABSTRACT

The conquest of Makkah is an extraordinary and unprecedented event of the Muslim history in which the Holy Prophet (PBUH) demonstrated his political discernment and strategy that Islam is an unassailable entity that can never be eradicated. Your democratic engagement in the conquest of Makkah facilitated the establishment of a government of peace and reconciliation in Arabia, which led the Arabs to grow submissive to the Sharia. They all became Muslims as a consequence of your political participation; hence, Makkah's government was then altered and structured accordingly with Islamic principles.

The political role of the Holy Prophet (PBUH) in the conquest of Makkah has been addressed in this article. The methodology chosen to go ahead with this piece was astounding. However, the challenge faced during the research was: Muslims in the modern age encounter a slew of political issues. And as a result, Politicians, if they try, can overcome their challenges by remembering the Holy Prophet's (PBUH) political involvement in the Conquest of Makkah.

Keywords: *The Holy Prophet (PBUH), political problems , The Conquest of Makkah, Modern era.*

فتح مکہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ میں ایسا منفرد واقعہ ہے جس میں آپ ﷺ نے سیاسی بصیرت اور حکمت عملی سے کام لے کر ثابت کر دیا کہ اسلام ایک ناقابل تسخیر قوت ہے اور وہ اسلام کو مٹانے کے لئے کتنی بھی کوششیں کر لیں وہ اسلام کو کبھی بھی نہیں ختم کر سکتے ہیں۔ فتح مکہ میں آپ ﷺ کی سیاست کا یہ نتیجہ تھا کہ آپ ﷺ نے عرب جیسے ملک میں امن وعدل کی حکومت قائم کر دی اور عرب والے اسلام کی حکومت کے مطیع بن گئے۔ مکہ کو فتح کرنے کی وجہ سے آپ ﷺ نے کفار و مشرکین کا زور ختم کر دیا اور وہ اپنی شکست کو تسلیم کرتے ہوئے اسلام قبول کر لیا۔ آپ ﷺ نے مکہ کی فتح میں ثابت کر دیا کہ آپ ﷺ کا مقصد معاشرے میں امن و اصلاح قائم کرنا تھا اور دشمنوں سے انتقام لینا نہیں تھا۔ مکہ کو فتح کرنے سے پورے جزیرۃ العرب پر اسلامی نظام رائج ہو گیا۔ یہ آپ ﷺ کی سیاسی بصیرت، تدبر، اور یقین محکم کا نتیجہ تھا کہ آپ ﷺ نے بغیر خون بہائے نہ صرف مکہ کو فتح کر لیا بلکہ اس کے نتیجے میں پورے ملک میں اسلام کی حکومت قائم کر دی اور مکہ کا نظم ونسق اسلامی اصولوں کے مطابق ترتیب دیا گیا۔ فتح مکہ میں آپ ﷺ کا سیاسی کردار اور آپ ﷺ نے جس سیاسی بصیرت کا مظاہرہ کیا اس کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

* لیکچرر، ڈپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، کوہاٹ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی۔
** لیکچرر، ڈپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، کوہاٹ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی۔

- اسلام میں معاہدات کے احترام پر بہت زور دیا گیا ہے۔ معاہدہ کی خلاف ورزی کو اسلام میں قطعاً حرام کیا گیا اور بدترین عمل قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں معاہدہ پر سختی سے عملدرآمد کا حکم دیا گیا ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ﴾[1]

ترجمہ: اے اہل ایمان! اپنے عہد و پیمان (قول و قرار) کو پورا کیا کرو۔

اس آیت قرآنی میں مسلمانوں کو آپس کے عہد و پیمان کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مسلمان جو بھی وعدہ کریں اس کو ضرور پورا کریں، وعدہ کو پورا نہ کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔

آپ ﷺ نے ایک عظیم قائد اور مدبر کی حیثیت سے قریش مکہ کے ساتھ کئے ہوئے حدیبیہ کے معاہدے کو پوری طرح نبھایا اور نازک حالات میں بھی وعدہ خلافی نہیں کی۔ ابو جندل رضی اللہ عنہ[2] اور ابو بصیر رضی اللہ عنہ[3] کے واقعات اس چیز کے ثبوت ہیں۔ قریش نے وعدہ خلافی کی اور معاہدے کی خلاف ورزی کی۔ آپ ﷺ نے اس کے باوجود اپنے حلیفوں پر ظلم کرنے والوں سے بدلہ لینے کے لئے جلدی نہیں کی۔ کیونکہ آپ ﷺ خون ریزی کو ناپسند کرتے تھے۔ اس لئے آپ ﷺ نے سیاسی بصیرت اور تدبر سے کام لیتے ہوئے اپنے نمائندے کو یہ تجاویز دے کر قریش مکہ کی طرف روانہ کیا:

1. بنی خزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا دیا جائے۔
2. قریش قبیلہ بنی بکر کی حمایت سے الگ ہو جائیں۔
3. اعلان کر دیا جائے کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔[4]

آپ ﷺ کی یہ تجاویز انتہائی درگزر کرنے والی، خونریزی اور انتقام لینے والی نہیں تھیں لیکن قریش مکہ نے تکبر اور غرور کی وجہ سے پہلی دو مثبت پیشکشوں کو رد کر کے تیسری پیشکش کو قبول کر لیتے ہیں۔ اب آپ ﷺ پر لازم تھا کہ آپ ﷺ اپنے حلیف بنو خزاعہ کے ساتھ کیے گئے عہد کی پاسداری کرتے ہوئے ان کا مکمل طور پر ساتھ دیں اور قریش کو ان کی وعدہ خلافی کا سبق سکھائیں۔ آپ ﷺ نے بہترین حربی سیاست سے کام لیتے ہوئے اپنی فوج کو مکہ تک پہنچا دیا اور ان کو کانوں کان خبر نہیں ہوئی اور مکہ کو فتح کر لیا۔

- فتح مکہ کے واقع میں آپ ﷺ کے عمل سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ کسی قوم کے لیڈر اور نمائندوں کی بدعہدی پوری قوم کی بدعہدی ہے۔ کیونکہ اگر کچھ لوگ بدعہدی کریں اور باقی لوگ اس کی مذمت نہ کریں اور ناپسندیدگی ظاہر نہ کریں تو پوری قوم کی بدعہدی ہو گی۔ فتح مکہ کا سبب یہی تھا کہ انہوں نے صلح کے معاہدہ کے باوجود بنو بکر نے بنو خزاعہ سے اپنے آدمیوں کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے قریش سے مل کر ان پر حملہ آور ہوئے اور ان کے کئی افراد قتل کر دیئے۔[5] بنو خزاعہ پر حملہ میں قریش کے کچھ لوگ شامل ہوئے اور ان کی قوم کے دوسرے لوگوں نے مذمت نہیں کی اور اس پر خاموشی اختیار کی تو یہ پوری قوم کی بدعہدی ہے۔

- فتح مکہ کی مہم میں آپ ﷺ کی سیاست کا ایک اہم اصول یہ تھا کہ ہمیشہ حق کی حمایت کی جائے اور ظلم کی مخالفت کی جائے۔ آپ ﷺ نے مکہ کی طرف جانے کا ارادہ اس لئے کیا کہ حق کا ساتھ دیا جائے اور ظلم کو روکا جائے۔ فتح مکہ کی مہم میں آپ ﷺ کا مقصد امن و سلامتی برقرار رہے، ظلم کو ختم کرنا تھا۔ مظلوم بھائیوں کو کفار کے ظلم سے نجات دلانے کے لئے جنگ کرنا ضروری ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَاءِ وَ الْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا﴾[6]

ترجمہ: اور بھلا کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان ناتواں مردوں، عورتوں اور ننھے ننھے بچوں کے چھٹکارے کے لئے جہاد نہ کرو؟ جو یوں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ان ظالموں کی بستی سے ہمیں نجات دے اور ہمارے لئے خاص اپنے پاس سے حمایتی مقرر کردے اور ہمارے لئے خاص اپنے پاس سے مددگار بنا۔

اس آیت قرآنی میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا جارہا ہے کہ وہ کفار کے ظلم سے لوگوں کو نجات دلانے کے لئے جہاد کریں۔ جس علاقے میں مسلمانوں پر ظلم و ستم ہورہا ہو تو دوسرے مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان لوگوں کو کافروں کے ظلم و ستم سے بچانے کے لئے جہاد کرنا چاہئے۔ مسلمان اور قریش کے درمیان دس سال تک جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ہونے کے باوجود بنو بکر قریش کے ساتھ مل کر بنو خزاعہ پر حملہ آور کردیا اور ان کے کئی افراد قتل کردیئے۔ بنو خزاعہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے پر بیتی ظلم کی داستان بیان کی اور آپ ﷺ سے مدد مانگی تو آپ ﷺ نے ان کی ہر طرح سے مدد کرنے کا وعدہ فرمایا۔[7]

- آپ ﷺ نے سیاسی بصیرت سے کام لیتے ہوئے مکہ کے کچھ مقامات کو مکہ والوں کے لئے امن گاہیں مقرر فرمائیں۔ ابو سفیانؓ کے گھر میں پناہ لینے والوں کو، اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھنے والوں اور جو شخص حرم میں داخل ہوگا ان سب کو امان دی۔[8] یہ اعلانات کرکے آپ ﷺ نے ایک طرف ان کو بچانے اور محفوظ رکھنے کا انتظام کردیا اور دوسری طرف اعلی انسانی ہمدردی اور امن پسندی کا ہی ثبوت دیتے ہوئے انہیں اپنے بلند کردار سے اسلام کی طرف راغب کیا۔ اس کے علاوہ ان اعلانات سے آپ ﷺ کی سیاسی حکمت عملی یہ تھی کہ مکہ والے مکمل طور پر ہتھیار ڈال دیں اور وہ ان امان کے طریقوں کو اختیار کرکے یہ ظاہر کردیں کہ وہ امان کے طلب گار ہیں۔ آپ ﷺ کی اس بہترین سیاسی حکمت عملی سے مکہ فتح ہوگیا اور پورے مکہ میں امن و امان قائم ہو گیا۔
- فتح مکہ کی مہم کے دوران آپ ﷺ کے عمل سے ایک اہم اسلامی سیاسی اصول سامنے آتا ہے کہ معزز دشمن اسلام لانے کے بعد بھی معزز رہیں گے۔ ابو سفیانؓ نے جب اسلام قبول کیا تو آپ ﷺ نے انہیں اعزاز عطا فرمایا اور ان کے گھر کو دار الامان قرار دیا۔[9]
- نبی اکرم ﷺ کی زندگی کی سب سے بڑی فتح کے دن آپ ﷺ اللہ کی مکمل بندگی کی حالت میں مکہ میں داخل ہوئے۔ آج کے کسی بھی دنیوی سیاست کے لیڈر سے اس چیز کی توقع نہیں کی جاسکتی ہے۔ آپ ﷺ کا مکہ میں فاتحانہ داخلہ ہوتا ہے لیکن آپ ﷺ کے دل میں نہ تو فتح اور کامیابی کا نشہ ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کے احساسات پر تکبر اور غرور طاری ہے۔ بلکہ آپ ﷺ کا سر عجز و انکساری اور اللہ کے شکر کے ساتھ جھکا ہوا ہے اور اونٹنی کے پالان کو چھو رہا ہے۔ اس وقت آپ ﷺ کی زبان مبارک سے اللہ تعالیٰ کی حمد اور بڑائی کے الفاظ جاری ہورہے تھے۔ اس منظر کو ابن ہشام اپنی کتاب سیرۃ ابن ہشام میں اس طرح بیان کرتے ہیں:

''أَنّ رَسُولَ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ لَمّا انْتَهى إلَى ذِي طُوًى وَقَفَ عَلَى رَاحِلَتِهِ مُعْتَجِرًا بِشُقّةِ بُرْدٍ حِبَرَةٍ حَمْرَاءَ ، وَإِنّ رَسُولَ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ لَيَضَعُ رَأْسَهُ تَوَاضُعًا لِلّهِ حِينَ رَأَى مَا أَكْرَمَهُ اللهُ بِهِ مِنْ الْفَتْحِ حَتّى إنّ عُثْنُونَهُ لَيَكَادُ يَمَسّ وَاسِطَةَ الرّحْلِ ''(10)

ترجمہ: جب رسول اللہ ﷺ ذی طوی میں پہنچے تو آپ ﷺ سواری پر ٹھہرے رہے آپ ﷺ کا عمامہ بغیر شملے کا تھا اور وہ نصف سرخ یمنی چادر کا تھا، اور اللہ کے رسول ﷺ نے اپنا سر اللہ کے حضور میں انکسار و خضوع کے ساتھ جھکا رکھا تھا اس لئے کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو فتح مکہ سے نوازا تھا۔ سر اتنا جھکا ہوا تھا کہ ریش مبارک کجاوے کے پچھلے سے لگ رہی تھی۔

گویا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت آپ ﷺ نے عظیم فتح حاصل کی تھی اور آپ ﷺ ایک عظیم فاتح تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے دشمنوں پر زبردست غلبہ حاصل کیا تھا لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ انتہائی عاجزی وانکساری کے ساتھ مکہ میں داخل ہوتے ہیں۔

- نبی اکرم ﷺ نے بہترین سیاسی حکمت عملی سے آہستہ آہستہ قریش کے تمام سیاسی حلیفوں کا خاتمہ کیا۔ اب صرف قریش رہے گئے تو آپ ﷺ نے سیاسی بصیرت سے فیصلہ کیا کہ ان پر بغیر کسی نقصان اور انتقام کے فتح حاصل کی جائے اور قریش کی افرادی قوت کو بچایا جائے اور اس قوت کو مستقبل میں اسلام کے لئے استعمال کیا جائے۔ اس دن آپ ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کے بڑے بڑے دشمن کھڑے تھے جنہوں نے:

1. بہت سے مسلمانوں کو قتل کیا یا کرایا تھا۔
2. انہوں نے آپ ﷺ اور مسلمانوں کو بہت دکھ، تکالیف اور اذیتیں پہنچائی تھیں۔
3. مسلمانوں کو تکلیفیں دے کر ان کے وطن سے نکالا تھا۔
4. دین اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے حبش، شام، نجد اور یمن تک کے سفر کیے تھے۔
5. جنہوں نے مسلمانوں کو مدینے میں سکون سے رہنے نہیں دیا تھا اور کئی دفعہ مسلمانوں پر حملے کیے تھے۔(11)

لیکن آپ ﷺ نے ان سے مظالم کا بدلہ لینے کے بجائے عفو و درگذر سے کام لیا۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے عام معافی کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا:

((لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ))(12)

ترجمہ: آج تم پر کوئی سرزنش نہیں۔

آپ ﷺ نے اپنے دشمنوں پر رحم و کرم کیا اور ان سے کریمانہ اخلاق کا مظاہرہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے انہیں تباہ کرنے اور ان سے انتقام لینے کے بجائے انہیں معاف کر دیا۔ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ اپنے دشمنوں سے انتقام لے سکتے تھے کیونکہ وہ مغلوب تھے۔ لیکن آپ ﷺ نے ان کے تمام قصور معاف فرمادیے اور انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ آپ ﷺ نے ان سے رواداری اور عفوو درگذر کا سلوک کیا۔ آپ ﷺ نے مکہ کے لوگوں سے عفوودرگزر کر کے ان پر احسان فرمایا اور آپ ﷺ کے اس رویہ سے متاثر ہو کر خوشی خوشی اپنی مرضی سے اسلام میں داخل ہو گئے اور انہوں نے اسلام کے لئے اپنی

زندگیاں وقف کر دیں۔ ان سے اسلام کی قوت میں اضافہ ہوا اوران کی وجہ سے اسلام کو شام، عراق، فارس، مصر اور افریقہ میں بڑی کامیابیاں حاصل ہوئیں جیسے صفوان بن امیہؓ، عکرمہ بن ابو جہلؓ اور عبد اللہ بن سعد بن ابی سرحؓ وغیرہ۔

- فتح مکہ کے واقع میں آپ ﷺ کی سیاست کا یہ پہلو نمایاں نظر آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ذاتی دشمنی کو کبھی بھی نظام کی بہتری میں رکاوٹ نہیں بننے دیا۔ آپ ﷺ نے ہر باصلاحیت انسان کی قدر کی اورآپ ﷺ نے ان کی صلاحیتوں کو اسلام کی خاطر وقف کرنے کی ہر ممکن کوشش فرمائی۔ آپ ﷺ کی اس اعلی سیاسی بصیرت کی وجہ سے آپ ﷺ کے گرد ایسے لوگ جمع ہو گئے جو میدانوں کے فاتح، بہترین مشیر اور بہترین سفیر ثابت ہوئے۔ مثلا آپ ﷺ جانتے تھے کہ ابوسفیان کے خاندان میں جنگی اور انتظامی صلاحتیں موجود ہیں۔ اس لئے آپ ﷺ نے مزاحمت کے گڑھ کو امن کا گھر قرار دیا اور عکرمہ بن ابو جہل کو معاف فرما کر اعلی منصب پر فائز کیا۔(13)
- فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ کا خطبہ آپ ﷺ کی سیاسی حکمت و بصیرت پر مبنی سیاسی زندگی کا بے مثال شاہکار ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''لَا إِلَهَ إِلّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ صَدَقَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ أَلَا كُلّ مَأْثُرَةٍ أَوْ دَمٍ أَوْ مَالٍ يُدّعَى فَهُوَ تَحْتَ قَدَمَيّ هَاتَيْنِ إِلّا سَدَانَةَ الْبَيْتِ وَسِقَايَةَ الْحَاجّ أَلَا وَقَتِيلُ الْخَطَأِ شِبْهِ الْعَمْدِ بِالسّوْطِ وَالْعَصَا ، فَفِيهِ الدّيَةُ مُغَلّظَةً مِئَةٌ مِنْ الْإِبِلِ أَرْبَعُونَ مِنْهَا فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا. يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ ، إنّ اللهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيّةِ وَتَعَظّمَهَا بِالْآبَاءِ النّاسُ مِنْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ''(14)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اکیلے نے سب لشکروں کو شکست دی۔ خبر دار! ہر قسم کا فخر، مالی اور نسبی امتیاز جن کے دعوے کیے جاتے ہیں، آج میرے پاؤں تلے ہیں سوائے بیت اللہ کی خدمت اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت کے۔ خبر دار! اگر کسی کو کوڑے یا لاٹھی کے ساتھ غلطی سے مار دیا جائے تو قاتل پر سخت دیت لاگو ہو گی یعنی سو اونٹ جن میں چالیس اونٹنیاں حاملہ بھی ہوں گی۔" اے قریش! اللہ تعالیٰ نے تمھارا جاہلی تکبر اور آبائی فخر ختم کر دیا۔ سب لوگ آدمؑ کی اولاد ہیں اور سیدنا آدمؑ مٹی سے بنے تھے۔

پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿يَا أَيّهَا النّاسُ إِنّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ﴾(15)

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے تمھیں قوموں اور قبیلوں میں بانٹ دیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے۔

یہ خطبہ کسی شہنشاہ، فاتح یا حکمران کا نہیں تھا بلکہ اللہ کے رسول ﷺ برحق کا تھا۔ اس میں آپ ﷺ نے تمام انسانی برادری کو خطاب کیا۔ آپ ﷺ نے اس کی ابتدا توحید کی تعلیم اور اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے روکا۔ اس خطبہ میں عالمگیر دینی اقدار کا درس دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے سود اور خون کا انتقام لینا حرام قرار دیا اور تمام جاہلی اعزازات کو ختم کر دیا سوائے خانہ کعبہ کی خدمت اور حاجیوں کو پانی پلانے کے۔ آپ ﷺ نے غلطی سے قتل ہونے والے شخص کی دیت مقرر کی جو سو اونٹنیوں پر مشتمل ہو گی جن میں سے چالیس اونٹنیاں حاملہ ہوں۔ مکہ کی حرمت اور تمام انسانوں کی برابری اور حقوق میں مساوات کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے انسان کے لئے عزت کا معیار تقوی قرار دے کر اس چیز کو ثابت کر دیا کہ دین اسلام سچا، فطری اور الہامی ہے۔ اس خطبے سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے بہت ہی کم مدت میں نصرت الہی کی بدولت اسلام کے دشمنوں کو شکست دے کر توڑ کر رکھ دیا اور عرب کے لوگوں کے دلوں کو مسخر کر دیا۔ آپ ﷺ کے اس خطبے کے جو سیاسی پہلو نکلتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ اعلان امن

نبی اکرم ﷺ نے اس خطبہ میں قیامت تک مکہ کی حرمت کا اعلان کیا۔ آپ ﷺ نے مکہ میں خون بہانے اور درخت کے کاٹنے سے منع کیا۔ مکہ کی حرمت میں کسی صحابی نے بھی شک نہیں کیا۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

"اگر میں حرم میں اپنے والد کے قاتل کو دیکھ لوں تو بھی یہاں سے نکل جانے تک اسے کچھ نہ کہوں۔"[16]

مکہ مسلمانوں کے لئے امن اور پناہ کی جگہ ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا﴾[17]

ترجمہ: اور جب ہم نے کعبہ کو لوگوں کے لیے عبادت گاہ اور امن کی جگہ بنایا۔

اس آیت قرآنی میں اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کی دو خصوصیتیں بیان فرمائی ہے۔ ایک یہ کہ لوٹ لوٹ کر آنے کی جگہ جو ایک مرتبہ بیت اللہ کی زیارت کے لئے آتا ہے۔ وہ دوبارہ آنے کے لئے بے قرار رہتا ہے۔ دوسری خصوصیت امن کی جگہ یعنی یہاں کسی دشمن کا خوف بھی نہیں رہتا۔ جاہلیت کے دور میں لوگ حدود حرم میں اپنے دشمن سے بدلہ نہیں لیتے تھے۔ اسلام نے اس کے احترام کو باقی رکھا۔ مَثَابَةً کی وضاحت ابن کثیر، ابوبرکات النسفی اور ثنا اللہ المظہری بیان کرتے ہیں کہ کعبہ حجاج اور عمار کے لئے مرجع ہے کہ وہ وہاں سے واپس آکر پھر اس کی طرف لوٹتے ہیں۔[18] چنانچہ اس سے واضح ہوا کہ مکہ مکرمہ لوگوں کے لئے امن اور پناہ کی جگہ ہے۔ یہاں کسی انسان کو اپنی جان کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔

2۔ اعلان آزادی

فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے اپنے دشمنوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا اور ان سب کو آزاد اور معاف کر دیا۔ اس دن آپ ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کے بڑے بڑے دشمن سر جھکائے کھڑے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو بہت تکلیفیں پہنچائی تھیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کو کاہن، ساحر، شاعر اور دیوانہ تک کہا۔ یہ کبھی آپ ﷺ کے اوپر پتھر پھینکتے تو کبھی آپ ﷺ کے راستوں میں کانٹے بچھاتے۔ یہ کبھی آپ ﷺ کے جسم مبارک پر نجاست ڈال دیتے اور کبھی آپ ﷺ کی گردن میں چادر کا پھندہ ڈال کر گلا گھونٹنے کی کوشش کرتے۔ یہاں تک کہ انہوں نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کی کوشش بھی کی۔[19] ان کی دشمنی کی وجہ سے آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے اپنا وطن چھوڑ دیا۔ مدینہ میں بھی ان لوگوں نے مسلمانوں کو امن و سکون کے ساتھ زندگی

بسر کرنے نہیں دی۔ فتح مکہ کے دن ان سب سے آپ ﷺ انتقام لے سکتے تھے، لیکن آپ ﷺ کو اس دن انتقام سے کوئی غرض نہیں تھی۔ اس لئے آپ ﷺ نے چند لوگوں کے سوا ان سب کو معاف کر دیا۔[20]

3۔ حرمت جان انسانی

عربوں کے ہاں رواج تھا کہ وہ خون کا انتقام لینا اپنا خاندانی فرض اور فخر کی بات سمجھتے تھے اور یہ انتقام نسل در نسل چلتا رہتا تھا ۔ فتح مکہ کے واقعہ میں آپ ﷺ نے انسانی جان کی حرمت کی مثال قائم کی۔ آپ ﷺ نے مکہ کو فتح کرنے کے بعد کسی کو ذلیل نہیں کیا کیونکہ آپ ﷺ کا مقصد قتل وغارت اور خون ریزی نہیں بلکہ انسانی عظمت کا تحفظ تھا۔ آپ ﷺ اپنے لشکر کے ساتھ نہایت رازداری سے مکہ تک پہنچ گئے تاکہ قریش مکہ کو لڑائی کا موقع نہ ملے۔ کیونکہ اگر دونوں فوجوں کے درمیان لڑائی ہوتی تو انسانی خون بہتا۔ حضرت سعد بن عبادہؓ نے فتح مکہ کے دن ابو سفیانؓ کو قریش کے ساتھ جنگ اور خون ریز واقعات بپا کرنے کی دھمکی دی۔[21] نبی اکرم ﷺ کو جب اس بات کا پتا چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا

((هَذَا يَوْمٌ يُعَظِّمُ اللَّهُ فِيهِ الكَعْبَةَ، وَيَوْمٌ تُكْسَى فِيهِ الكَعْبَةُ))[22]

ترجمہ: آج کا دن تو وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کعبہ کو عظمت وبزرگی عطا فرمائے گا اور کعبہ کو آج غلاف پہنایا جائے گا۔

آپ ﷺ نے ان الفاظ میں حضرت سعد بن عبادہؓ کی دھمکی کی نفی فرمائی اور انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ آج قتل وغارت کا دن نہیں بلکہ آج کعبہ کی عظمت وبزرگی کا دن ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ پرامن طور پر مکہ کو فتح کرنا چاہتے تھے اور فتح مکہ کے دن کسی کی قتل نہیں کرنا چاہتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس خطبہ میں انسانیت کے احترام کا خاص خیال رکھا اور انسان کو قتل ہونے سے بچایا۔

4۔ جاہلی فخر وغرور کا خاتمہ اور مساوات انسانی کا اعلان

آپ ﷺ نے مساوات عالم قائم کی۔ آپ ﷺ نے انسانی نسلوں، طبقوں اور معاشروں کی بنیاد پر فضیلت اور برتری کو ختم فرمادیا۔ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن خطبے میں فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَاظُمَهَا بِآبَائِهَا فَالنَّاسُ رَجُلَانِ بَرٌّ تَقِيٌّ كَرِيمٌ عَلَى اللَّهِ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيِّنٌ عَلَى اللَّهِ وَالنَّاسُ بَنُو آدَمَ وَخَلَقَ اللَّهُ آدَمَ مِنْ تُرَابٍ))[23]

ترجمہ: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں سے زمانہ جاہلیت کا فخر اور اپنے آباء واجداد کی وجہ تکبر کرنا دور کر دیا ہے۔ اب لوگ دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو اللہ کے نزدیک متقی اور کریم ہے۔ دوسرا وہ جو اللہ کے نزدیک بدکار بدبخت اور ذلیل ہے۔ تمام لوگ آدمؑ کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا۔

اس خطبے میں آپ ﷺ نے جاہلی فخر وغرور، نسل اور نسب کے غرور کو مٹا کر انسانی مساوات کا درس دیا۔ حضرت آدمؑ کی اولاد ہونے کے ناتے سے سب انسان برابر ہیں۔ عربی وعجمی، امیر وغریب اور حاکم ومحکوم میں کوئی فرق نہیں، سب انسان برابر ہیں۔ خدا کے نزدیک برتری کا معیار صرف تقوی ہے۔ آپ ﷺ نے اس خطبہ میں مساوات انسانی پر زور دینے کے لئے ساتھ ہی اس آیت قرآنی کا ذکر کیا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾[24]

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر ہم نے تمھیں قوموں اور قبیلوں میں بانٹ دیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ تم میں سب سے زیادہ معززوہ ہے جو اللہ تعالی سے زیادہ ڈرتا ہے۔

اس آیت قرآنی میں اللہ تعالی تمام انسانوں سے خطاب کر کے قوموں اور قبیلوں کے تعلق سے یہ حقیقت واضح کی کہ سب آدمؑ اور حواؑ کی اولاد ہیں اور جب سب کی اصل ایک ہے۔ قبیلے اور قومیں اس لئے بنائے تھے کہ تم ایک دوسرے سے الگ الگ پہچانے جاسکو۔ انسانوں کے درمیان فضیلت کی بنیاد صرف تقویٰ ہے۔

گویا کہ اس سے واضح ہوا کہ اس خطبے میں آپ ﷺ نے جاہلی فخر وغرور، نسل اور نسب کے غرور کو مٹا کر انسانی مساوات کا درس دیا۔ سب انسان برابر ہیں، ان میں اگر کسی کو برتری حاصل ہے تو وہ صرف تقوی کی صفت کی وجہ سے ہے۔

- مکہ عرب کا سیاسی اور دینی مرکز تھا اور عرب کی سیاسی اور دینی پیشوائیت قریش کے پاس تھی۔ آپ ﷺ نے فتح مکہ میں قریش کی پیشوائیت اور سیادت کو ایسے تدبر سے خاتمہ کیا کہ وہ آپ ﷺ کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئے۔
- مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد سیاسی اعتبار سے آپ ﷺ کا جو اہم مقصد تھا وہ یہ کہ اللہ کے گھر کو بتوں سے پاک کرنا اور خانہ کعبہ پر مشرکین کے قبضے کو ختم کرنا۔ مکہ کی فتح کے دن آپ ﷺ سب سے پہلے مسجد حرام میں گئے اس وقت بیت اللہ کے ارد گرد اور چھت پر تین سو ساٹھ بت تھے، آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس سے انہیں ٹھوکر مارتے اور ساتھ ساتھ اس آیت شریفہ کی تلاوت فرماتے رہے:

﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾[25]

ترجمہ: حق آگیا اور باطل مٹ گیا یقیناً باطل تو مٹنے والا ہی ہے۔

اس آیت قرآنی میں اللہ تعالی آپ ﷺ کی زبان مبارک سے حق کی آمد اور باطل کے فرار کا اعلان کرایا جارہا ہے اور یہ کہ باطل کو ثبات نہیں۔ ابو برکات النسفی کے مطابق حق سے اسلام مراد ہے اور باطل سے شرک مراد ہے۔[26] صحیح بخاری میں اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

((دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّونَ وَثَلَاثُ مِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهِ وَيَقُولُ { جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ } { جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ }))[27]

ترجمہ: کہ فتح مکہ کے دن جب نبی کریم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کے چاروں طرف تین سو ساٹھ بت تھے۔ نبی کریم ﷺ ایک چھڑی سے جو دست مبارک میں تھی، مارتے جاتے تھے اور اس آیت کی تلاوت کرتے جاتے «جاء الحق وزهق الباطل، جاء الحق، وما يبدئ الباطل وما يعيد» کہ حق قائم ہو گیا اور باطل مغلوب ہو گیا، حق قائم ہو گیا اور باطل سے نہ شروع میں کچھ ہو سکا ہے نہ آئندہ کچھ ہو سکتا ہے۔

مکہ کو بتوں سے پاک کرنے کے بعد آپ ﷺ نے مکہ کے ارد گرد جو بت پرستی کے چند مراکز تھے، ان کا خاتمہ کیا۔ آپ ﷺ نے بت پرستی کے ان بڑے مراکز کے خاتمے کے لئے صحابہ کرامؓ کے لشکروں کو بھیج کر ان سب بتوں کو توڑ کر بت پرستی کا خاتمہ کر دیا۔[28] اس طرح نا صرف مکہ بلکہ اس کے اطراف سے بھی بت پرستی کا خاتمہ ہو گیا۔ ان بتوں کی شکست ان کے ذہنوں کی شکست تھی۔ وہی لوگ جو کل تک مشرک تھے وہ توحید کے داعی بن گئے۔ آپ ﷺ کا مکہ میں تشریف لاتے ہوئے مکہ کے ہر گھر اور ہر گوشے میں توحید کا دور دورہ ہو گیا۔

- آپ ﷺ نے بحیثیت سیاسی لیڈر مکہ میں ایک نئے معاشرے اور اس کے امتیازی خصوصیات کا اعلان فرمایا۔ آپ ﷺ نے بت پرستی کا خاتمہ کر دیا۔ آپ ﷺ نے قریش مکہ کے تمام قدیم اور متعفن جاہلی کاموں مثلاً آباؤاجداد پر فخر، قومیت اور دیگر عصبیتوں پر مباہات اور شکل وصورت، زبان اور حسب ونسب کے فرق کے لحاظ کا خاتمہ کر دیا۔ کیونکہ آپ ﷺ چاہتے تھے کہ قریش کے پرانی عادات واطوار اور رسوم وروایات ختم ہونے چاہیے اور قریش مکہ کو پاک وصاف ہو کر اسلام میں داخل ہونا چاہیئے۔
- آپ ﷺ ایک بہترین سیاسی لیڈر کے لحاظ سے ایک بہترین فیصلہ کیا کہ وہ جب اسلام قبول کرنے کے لئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان سے جب بیعت لی تو ان سے مندرجہ ذیل باتوں کا عہد لیا:

((أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَقْتُلَ أَوْلَادَنَا وَلَا يَعْضَهَ بَعْضُنَا بَعْضًا فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ أَتَى مِنْكُمْ حَدًّا فَأُقِيمَ عَلَيْهِ فَهُوَ كَفَّارَتُهُ وَمَنْ سَتَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ فَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ))[29]

ترجمہ: کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے اور نہ ہم چوری کریں گے اور نہ زنا کریں گے اور نہ ہم اپنی اولادوں کو قتل کریں گے اور نہ ایک دوسرے پر الزام تراشی کریں گے۔ پس تم میں سے جس نے وعدہ وفا کیا تو اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو تم میں سے کسی حد تک پہنچا وہ اس پر قائم کی گئی تو وہ اس کا کفارہ ہو گی اور جس پر اللہ نے پردہ رکھا تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ اگر چاہے اسے عذاب دے اگر چاہے اسے معاف کر دے۔

آپ ﷺ نے ان سے یہ عہد لے کر ایک تو انہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی اطاعت کا پابند بنایا اور دوسرا معاشرے کی برائیوں سے انہیں روک کر معاشرے کی برائیوں کا خاتمہ کیا۔ آپ ﷺ نے مردوں اور عورتوں دونوں سے بیعت لی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرد اور عورت دونوں اسلامی ذمہ داریوں میں شریک ہیں۔

- آپ ﷺ نے بہترین حاکم کی حیثیت سے مکہ میں اسلام کے قانون الٰہی کو نافذ کیا۔ آپ ﷺ نے مکہ میں ظلم پر مبنی نظام کا خاتمہ کر دیا اور معاشرے میں عدل وانصاف کا بول بالا کیا۔ آپ ﷺ نے کفار کی سیاسی سازشوں کا خاتمہ کر دیا اور اہل مکہ میں سیاسی شعور بیدار کیا۔ آپ ﷺ نے مکہ میں امن وعدل کی حکومت قائم کر دی۔ آپ ﷺ نے نیکی کو فروغ دیا اور برائی کو سدباب کیا تا کہ پاکیزہ معاشرہ قائم ہو سکے۔
- کلید برداری کعبہ اللہ کی خدمت کا بہت معزز منصب تھا اور یہ اعزاز عثمان بن طلحہؓ کے خاندان کے پاس تھا۔ آپ ﷺ نے کلید بردار عثمان بن طلحہؓ کو خانہ کعبہ کی چابی واپس کر دی اور فرمایا:

”یا بني أبي طلحة تالدة خالدة لا ينزعها منكم أحد إلا ظالم “[30]

ترجمہ: اے اولاد ابی طلحہ! اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لے لو وہ تم سے سوائے ظالم کے کوئی نہیں چھینے گا۔

اس طرح آپ ﷺ نے اس دن وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے عثمان بن طلحہؓ کو خانہ کعبہ کی چابی واپس کر دی۔ علماء کی رائے ہے کہ بیت اللہ کی کلید برداری کا منصب اس خاندان سے لے کر کسی کے حوالے کرنا ناجائز ہے۔ قاضی عیاض اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

'' وهي ولاية لهم عليها من رسول الله صلى الله عليه و سلم فتبقى دائمة لهم ولذرياتهم أبدا ولا ينازعون فيها ولا يشاركون ما داموا موجودين صالحين ''[31]

ترجمہ: یہ منصب انہیں رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا، اس لئے یہ ہمیشہ انہیں اور ان کی نسلوں کو حاصل رہے گا۔ نہ ان سے چھین کر کسی اور کو دیا جاسکتا ہے اور نہ کسی اور کو ان کے ساتھ شریک کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس خاندان کا وجود ہو اور اس کے افراد اس کے اہل ہوں۔

اس دن سے آج تک کعبہ کی کلید برداری کا اعزاز بنو شیبہ کے خاندان کو حاصل ہے۔ موجودہ دور میں شیخ صالح الشیبی کلید بردار ہیں[32]۔

- سیاسی پناہ کا قانون انسان کے بنیادی حقوق کا ضامن ہے۔ اسلام کے قوانین میں سیاسی پناہ کے قانون کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اسلام میں یہ قانون ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم کسی حالت میں پناہ مانگے تو اسے پناہ دی جائے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَه﴾[33]

ترجمہ: اگر مشرکوں میں سے کوئی تجھ سے پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دے دو یہاں تک کہ وہ کلام اللہ سن لے پھر اسے اپنی جائے امن تک پہنچا دے۔

اس آیت قرآنی میں بتایا جارہا ہے کہ اگر کوئی کافر پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دے دو، یعنی اسے اپنی حفظ وامان میں رکھو تاکہ کوئی مسلمان اسے قتل نہ کر سکے اور تاکہ اسے اللہ کی باتیں سننے اور اسلام کے سمجھنے کا موقعہ ملے، ممکن ہے اس طرح اسے توبہ اور قبول اسلام کی توفیق مل جائے۔ لیکن اگر وہ کلام اللہ سننے کے باوجود مسلمان نہیں ہوتا تو اسے اس کی جائے امن تک پہنچا دو۔

فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے ام ہانیؓ کے خاوند کے دو رشتہ دار حارث بن ہشام اور زہیر بن ابی امیہ کو سیاسی پناہ دی۔ ام ہانیؓ آپ ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ کو بتایا کہ میرے خاوند کے دو رشتہ دار میرے گھر پناہ لیے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ))[34]

ترجمہ: اے ام ہانی! جس کو تم نے پناہ دی میں بھی اس کو پناہ دیتا ہوں۔

آپ ﷺ نے ان الفاظ میں ام ہانیؓ کے خاوند کے دو رشتہ داروں کو پناہ دی اور انہیں قتل نہیں کیا گیا۔ عورت کا کسی کو پناہ دینے کے بارے میں سہیلی لکھتے ہیں:

'' هو موقوف على إجازة الإمام ''[35]

ترجمہ: (عورت اگر کسی کو پناہ دے گی تو) یہ امام کی اجازت پر موقوف ہو گی۔

- آپ ﷺ نے ایک مدبر سیاست دان کی حیثیت سے مکہ کو فتح کرنے کے بعد اپنی حکومت کو مستحکم بنانے کے لئے اور مفتوحہ علاقے کے نظم و ضبط کو مضبوط بنانے کے لئے خاص انتظام کیا۔ آپ ﷺ نے مکہ کی نظم و نسق کی ترتیب، گورنر کا تقرر اور اسلام قبول کرنے والوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا۔ آپ ﷺ نے مکہ کا نظم و نسق اور انتظام چلانے کے لئے حضرت عتاب بن اسیدؓ کو مکہ کا عامل بنایا جو لوگوں کو نماز پڑھاتا تھا اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو نو مسلموں کو اسلام کی تعلیم دینے کے لئے مامور فرمایا۔[36]
- فتح مکہ کے دن مسلمانوں کے حلیف بنو خزاعہ نے پرانی دشمنی کا بدلہ لینے کے لئے قبیلہ بنی ہذیل کے ایک مشرک کو قتل کر دیا۔ آپ ﷺ کو اس کا بہت دکھ ہوا۔ آپ ﷺ نے اس کا خون بہا ادا کیا اور آپ ﷺ نے لوگوں کو یہ خطبہ دیا:

((إِنْ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللَّهُ، وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ، لاَ يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَاليَوْمِ الآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا، وَلاَ يَعْضِدَ بِهَا شَجَرًا، فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا، فَقُولُوا لَهُ: إِنَّ اللَّهَ أَذِنَ لِرَسُولِهِ، وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا اليَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالأَمْسِ، وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الغَائِبَ))[37]

ترجمہ: مکہ (میں جدال و قتال وغیرہ) کو اللہ نے حرام کیا ہے اسے آدمیوں سے نہیں حرام کیا، پس جو شخص اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے جائز نہیں کہ مکہ میں خون ریزی کرے اور نہ (یہ جائز ہے کہ) وہاں کوئی درخت کاٹا جائے پھر اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے لڑنے سے (ان چیزوں کا) جواز بیان کرے تو اس سے کہہ دینا کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو اجازت دے دی تھی اور تمہیں اجازت نہیں دی اور مجھے بھی ایک گھڑی بھر دن کی وہاں اجازت دی تھی پھر آج اس کی حرمت ویسی ہی ہو گئی جیسی کل تھی، پھر حاضر کو چاہیے کہ وہ غائب کو (یہ خبر) پہنچا دے۔

اس خطبے میں آپ ﷺ نے مکہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قیامت تک حرام قرار دیا اور مسلمانوں کو قتل و غارت اور درخت کاٹنے سے منع کیا۔

- آپ ﷺ نے ایک فتح مکہ کے موقع پر پاس وفا کا ثبوت دیا۔ انصار نے آپ ﷺ کا مکہ میں داخلہ دیکھا اور پھر آپ ﷺ کے خاندان اور قوم کے آدمی آپ ﷺ کے گرد اکٹھے ہو گئے تو انصار نے سمجھا کہ شاید آپ ﷺ یہیں اپنے شہر میں قیام فرمائیں گے۔ آپ ﷺ پر اس بارے میں وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((قُلْتُمْ أَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ أَخَذَتْهُ رَأْفَةٌ بِعَشِيرَتِهِ وَرَغْبَةٌ فِي قَرْيَتِهِ))[38]

ترجمہ: تم نے کہا کہ مجھ کو کنبے والوں کی محبت آ گئی اور اپنے شہر کی الفت پیدا ہوئی۔

آپ ﷺ کو جب انہوں نے اپنے دل کی بات بتائی تو آپ ﷺ نے انصار کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

((وَالْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ)) [39]

ترجمہ: اور اب میری زندگی بھی تمہارے ساتھ ہے اور موت بھی تمہارے ساتھ۔

آپ ﷺ چاہتے تو آپ ﷺ مکہ میں رہ سکتے تھے کیونکہ مکہ میں بیت اللہ اور آپ ﷺ کے رشتہ دار تھے۔ مگر آپ ﷺ کی وفاداری نے یہ برداشت نہیں کیا کہ مشکل وقت میں کام آنے والوں کو چھوڑ دیا جائے۔

- آپ ﷺ کا مکہ میں قیام کے دوران ایک عورت [40] نے چوری کی تو نبی اکرم ﷺ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اس کی قوم کے لوگوں نے حضرت اسامہؓ کو سفارشی بنا کر آپ ﷺ کے پاس بھیجا تو آپ ﷺ کو یہ بات بری لگی اور فرمایا:

((إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمْ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمْ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللَّهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا))[41]

ترجمہ: تم سے پہلی قوموں کو صرف اس بات نے ہلاک کیا کہ اگر ان میں سے کوئی باعزت آدمی چوری کر لیتا تھا تو اس کو سزا نہیں دیتے تھے لیکن اگر کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تھا تو اس کو سزا دیتے تھے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں یقیناً اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالتا۔

اس طرح آپ ﷺ نے ثابت کیا کہ حدود شرعی میں کوئی سفارش نہیں اور اس کے ہاتھ کاٹ دیئے گئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اس وقت قانون صرف غریب پر لاگو ہوتا تھا اور امیر لوگ سفارش اور رشوت کے ذریعہ بچ جاتے تھے۔ آپ ﷺ نے امیر اور غریب میں فرق کو ختم کر دیا۔ چاہے امیر جرم کرے یا غریب دونوں کو اسلام کے احکام کے مطابق سزا دی جائے گی۔

نبی اکرم ﷺ نے بہترین سیاسی حکمت عملیاں اختیار کر کے مکہ کو فتح کر لیا۔ مکہ کی فتح سے دین کو فروغ حاصل ہوا اور سیاسی اعتبار سے مملکت اسلامیہ کی دھاک ہر طرف بیٹھ گئی۔ فتح مکہ آپ ﷺ کی زندگی میں وہ آخری قدم تھا جس کے بعد آپ ﷺ اپنی حکمرانی میں پورے عرب کو اکٹھا کرنے میں کامیاب ہوئے اور آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں ہی اسلامی ریاست کو مضبوط کر لیا۔

خلاصہ

آپ ﷺ دنیا کے عظیم ترین سیاستدان ہے۔ آپ ﷺ بطور سیاستدان و حکمران عظیم منتظم و مدبر تھے۔ آپ ﷺ کی سیاست دنیا کے لیے ایک نمونہ اور مثال ہے۔ آپ ﷺ کی سیاست کا سب سے عظیم شاہکار فتح مکہ ہے اس میں آپ ﷺ نے عرب جیسے ملک میں امن وعدل کی حکومت قائم کر دی۔ کفار ومشرکین کا زور آپ ﷺ نے توڑ دیا اور انہوں نے فتح مکہ کے موقع معافی مانگ لی اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ ﷺ نے پورے عرب میں اسلامی معاشرہ مکمل طور پر اسلامی سیاسی اصولوں کے مطابق قائم کر لیا۔ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد سیاسی اعتبار سے آپ ﷺ کا جو اہم مقصد تھا وہ یہ کہ اللہ کے گھر کو بتوں سے پاک کرنا اور خانہ کعبہ پر مشرکین کے قبضے کو ختم کرنا۔ یہ بہت ہی مشکل کام تھا مگر اللہ کے بھروسے، مدد اور مسلمانوں کی ثابت قدمی سے وہ کامیاب ہو گئے۔ آپ ﷺ کی بہترین سیاسی حکمت عملیوں کی وجہ سے اسلام کو فتح حاصل ہوئی۔

حوالہ جات

[1] سورۃ المائدہ: 5/1

(2)ابو جندلؓ: آپ کا نام عبد اللہ تھا۔ آپ اسلام میں پہل کرنے والے خوش نصیبوں میں سے تھے۔ آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہیں اسلام قبول کرنے کی وجہ سے سخت اذیتیں برداشت کرنا پڑیں۔ صلح حدیبیہ کی شرائط جب لکھی جارہی تھیں تو وہ بیڑیوں میں جکڑے ہوئے آکر اسلام قبول کرنے کا اعتراف کیا۔ پھر انہیں ان کے والد واپس لے گئے۔ یہ یمامہ میں شہید ہوئے اس وقت ان کی عمر اڑتیس سال تھی (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، 69/7)

(3)ابو بصیرؓ: آپ کا نام عتبہ بن اسید تھا۔ آپ بنو زہرہ کے حلیف تھے۔ آپ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں صلح حدیبیہ کے موقع پر حاضر ہوئے تھے۔ صلح حدیبیہ کی شرائط کی وجہ سے آپ ﷺ نے عتبہ کو اس کی قوم کے حوالے کیا تو وہ ان سے بھاگ کر عیص کے مقام پر رہنے لگے۔ آپ ﷺ نے بعد میں انہیں مدینہ بلالیا لیکن مدینہ جانے سے پہلے یہ بیمار ہوگئے اور وہی فوت ہوگئے (اسد الغابۃ، 3/145)

(4)فتح الباری، 8/6

(5)شرح معانی الآثار، کتاب السیر، باب الحجۃ فی فتح، حدیث نمبر: 5444، 3/315

(6)سورۃ النساء: 4/75

(7)مسند ابی یعلی، 7/343

(8)المعجم الکبیر، حدیث نمبر: 7264، 8/9

(9) صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب فتح مکہ، حدیث نمبر: 86، 3/1407

(10)سیرۃ ابن ہشام، 4/25

(11)رحمۃ للعالمین ﷺ، 1/136

(12)السنن الکبری، 6/383

(13)رسول اکرم ﷺ کی حکمت انقلاب، سید اسعد گیلانی، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، اکتوبر 1981ء، ص: 610

(14)سیرۃ ابن ہشام، 4/34

(15)سورہ الحجرات: 49/13

(16)رسول اکرم ﷺ کی سیاست خارجہ، محمد صدیق قریشی، قنطار اپبلی کیشنز، جہلم، 1978ء، ص: 302

(17)سورۃ البقرۃ: 2/125

(18)تفسیر القرآن العظیم 1/412۔ مدارک التنزیل وحقائق التاویل، 1/85۔ التفسیر المظہری، 1/124

(19)تاریخ الامم والرسل والملوک، 1/548

(20)سیرۃ ابن ہشام، 4/28

(21)المغازی، 2/821

(22) صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب این رکز النبی صلی اللہ علیہ وسلم الرایۃ، حدیث نمبر: 4280، 5/146

(23)الجامع الکبیر، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الحجرات، حدیث نمبر: 3270، 5/242

(24)سورۃ الحجرات: 49/13

(25)سورۃ اسراء: 17/81

(26)مدارک التنزیل وحقائق التاویل، 2/269

(27) صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب این رکز النبی ﷺ الرایۃ یوم الفتح، رقم الحدیث: 4287، 10/349

(28)تاریخ الامم والرسل والملوک، 2/163

(29) صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب الحدود کفارات لاہلہا، رقم الحدیث: 1709، 3/1333

(30) الطبقات الکبری، 2/137

(31) المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، کتاب الحج، باب استحباب دخول الکعبہ للحجاج، 9/84

(32) کلید کعبہ کی خدمت روز قیامت تک ایک ہی خاندان کے سپرد، عکاظ اردو، جدہ، 15 ستمبر 2017ء

(33) سورۃ التوبہ: 9/6

(34) صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین، باب استحباب صلوۃ الضحی، حدیث نمبر: 336، 1/498

(35) الروض الانف، 7/201

(36) الطبقات الکبری، 2/137

(37) صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب منزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفتح، حدیث نمبر: 4295، 5/149

(38) صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب فتح مکہ، حدیث نمبر: 84، 3/1405

(39) صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب فتح مکہ، حدیث نمبر: 84، 3/1405

(40) فاطمہ بنت الاسود مخزومی

(41) صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب قطع السارق الشریف وغیرہ، رقم الحدیث: 1688، 3/1315